حافظ ساجد انور

مردِ مجاہد......مردِ درویش

مرض الوفات

شیخ القرآن والحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ واقعۃ ایک ولی اللہ تھے ان کی سادگی، درویشی اور فقر و استغناء مشہور تھی۔ رحلت کے وقت ان کی عمر 87 سال تھی۔ 29 اکتوبر 2015ء جمعہ کے دن پشاور کے ایک اسپتال میں انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

مرحوم دارالعلوم حقانیہ میں احادیث کی تدریس کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے۔ حتیٰ کے انہوں نے مرض الوفات میں ہسپتال سے جو خطوط لکھے ان میں سے ایک خط دارالعلوم حقانیہ نوشہرہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے نام تھا، جس میں سے انہوں نے اپنے ذمے پیریڈز اور کتب کی تقسیم کے لئے دیگر اساتذہ کرام کے نام تجویز کئے تھے، تاکہ ان کی بیماری کے سبب طلبہ کے اوقات ضائع نہ ہوا وراحادیث کی تدریس کا سلسلہ جاری وساری رہے۔

مرحوم مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ نے سوگوران میں ہزاروں شاگرد چھوڑے ہیں۔ بلا شبہ ان کے جنازہ میں بہت بڑی خلقت نے پاکستان بھر کے مختلف علاقوں سے اور افغانستان سے بھی ان کے شاگرد جنازے میں شرکت کے لئے آئے تھے۔

تعلیم و تدریس

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ نے مولانا عبدالحق مرحوم کے ساتھ اکوڑہ خٹک میں تدریس کا آغاز کیا تھا اور بعد ازاں اعلیٰ تعلیم کے لئے مدینہ یونیورسٹی تشریف لے گئے تھے جہاں انہوں نے حسن بصری رحمہ اللہ کے تفسیری منہج پر پی ایچ ڈی کی تھی۔ مدینہ یونیورسٹی کے ساتھ اس نسبت کی وجہ سے انہیں ''مدنی'' بھی کہا جاتا تھا۔ مدینہ یونیورسٹی سے واپسی کے بعد مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ نے کراچی اور میران شاہ کے بعض مدارس میں تدریس کی اور کچھ عرصہ بعد اکوڑہ خٹک تدریس کے لئے واپس تشریف لے آئے۔

میران شاہ اور اکوڑہ خٹک میں مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ کی تدریس کے دوران افغانستان میں روس کے خلاف جہاد کا سلسلہ تھا، اس عرصہ میں نامی گرامی مجاہدین اور علماء نے ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ افغانستان کے طالبان مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ سے اس تعلق پر فخر کیا کرتے تھے۔

پاکستان کے اندر عسکریت اور تشدد روکنے میں مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ نے بھرپور کردار ادا کیا۔ لال

مسجد کی تحریک کے دوران تشدد روکنے کا ذکر ہو یا پھر پولیو ورکرز پر حملوں کا معاملہ ہو مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ نے ہمیشہ اعتدال کا رویہ اختیار کیا۔

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ سے میری نیازمندی کا تعلق اس وقت سے قائم ہوا جب میں اکوڑہ نوشہرہ میں درجہ خاصہ کا طالب علم تھا۔1966ء میں میں نے مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ کی کئی نشتوں میں شرکت کی۔ بارہا شرف زیارت نصیب ہوا۔ میں نے ہمیشہ انہیں ایک عالم باعمل اور مجاہد انسان پایا تھا۔ مجھے طالبان کے دور حکومت میں مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ کی تحریک پر افغانستان جانے کا موقع ملا تھا۔

مجھے یہ کہنے میں کوئی تأمل نہیں ہے کہ دیوبند مکتب فکر کے معتدل علماء میں مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ کا مقام سب سے اعلیٰ وارفع تھا، ان کا قد کاٹھ بھی بہت بلند تھا۔

قدردانی مہمان

جمعیت طلباء عربیہ کی صوبائی ذمہ داری کے دوران ایک مرتبہ ایک مہم کے لئے مدارس میں اساتذہ وطلباء سے ملاقاتوں کے لئے ایک وفد کی صورت میں دارالعلوم حقانیہ گئے۔مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ موقوف علیہ کے درسگاہ میں تھے۔ میں نے اپنے وزیٹنگ کارڈ کی پشت پر اپنا تعارف اور آمد کا مقصد لکھ کر بھیجا۔ابھی درس کا آغاز ہی ہوا تھا کہ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ نے کتاب بند کردی اور طلباء سے فرمایا کہ آج جمعیت طلباء عربیہ کے صوبائی ذمہ داران آئے ہیں۔آج ہم ان کی گفتگو سنیں گے اور اس موقع پر قاری فضل اکبر صاحب منتظم صوبہ جمعیت طلبہ عربیہ نے خطاب فرمایا۔

آخر میں مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ سے دعا کی درخواست کی گئی۔ ان کا ایک جملہ آج تک میری سماعت میں گونجتا ہے۔کہ ''اللہ تعالیٰ اس جمعیت کو ہمیشہ قائم ودائم اور پھلتا پھولتا رکھے۔''

وسعتِ نظری

میں نے مختلف مواقع پر ابواعلیٰ مودودی کے لئے کلمہ خیر ان کی زبان سے سنا۔ایک موقع پر مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک سال حج کے موقع پر میں منیٰ میں بعض اردنی علماء کے ہمراہ ڈاکٹر عبداللہ عزام شہید سے ملاقات ہوئی۔ دیگر باتوں کے ساتھ ساتھ انہوں نے ایک سے زائد بار ابواعلیٰ مودودی کے بارے میں دریافت کیا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ قرب قیامت کی نشانیوں میں ایک نشانی یہ بھی ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا اور علم کا اٹھنا علماء کے اٹھنے کے صورت میں ہوگا۔خدا تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔آمین ثم آمین